OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

تبلیغی جماعت کی مستورات کی تبلیغی مساعی: ازواج مطہرات کے طرزِ عمل کی روشنی میں ایک جائزہ

Missionary Efforts of Women of *Tablīghī Jamā'at*: A Study in the Light of the Conduct of *Azwāj-e-Matahhrāt*

Ms. Farida Kakar
Lecturer, Department of Islamic Studies, Sardar Bahadar Khan Women's University, Quetta, Baluchistan
Dr. Naseem Akhter (Corresponding Author)
Associate Professor, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar
Ms. Asiya Durrani
Lecturer, Department of Islamic Studies, Buitems Quetta, Baluchistan

Abstract

Propagation of Islam is the duty of all Muslims both male and female. So Preaching is also the range of services of women. The Wives of the Prophet (saw) also play an important role in the field of preaching. After Prophet Muhammed (saw) His Ummah handle the duty of preaching of Islam. So many Tablighi movements arise, in these movements Tablighi Jammat is also a Tablighi movement which is founded by Maulana Muhammad Ilyas. In this Jammat men and women performing the religious services. This article will be reviewed the missionary efforts of Azwaj Mutahrat and Tablighi Jamaat's women.

Keywords: Preaching, Tablighi Jammat, Maulana Muhammad Ilyas, Azwaj Mutahrat

CC BY

تمہید

اسلام کی تبلیغ و اشاعت اہل اسلام کا ایک اہم ترین فرض ہے، اور اس ذمہ داری میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی برابر کی شریک ہیں، لہذا عورت کی خدمات کا ایک اہم دائرہ اور میدان دعوت و تبلیغ بھی ہے، جیسے قرآن میں اللہ پاک فرماتے ہیں: ﴿وَٱلْمُؤْمِنُونَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍۚ يَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَيُطِيعُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓۚ أُو۟لَٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ ٱللَّهُۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾۔ ''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، نیکی کا حکم کرتے ہیں، اور برائی سے منع کرتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اللہ و رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں، جن پر اللہ رحم کرتا ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں مومن مردوں اور مومن عورتوں دونوں کی صفات و اعمال کا ذکر ہے، اور ان میں امر بالمعروف و نہی المنکر کا ذکر سب سے مقدم ہے۔ اس لیے ازواج مطہرات نے دعوت و تبلیغ کے میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ازواج مطہرات کے نام مختلف روایات میں تیرہ ازواج کے نام ملتے ہیں جنہیں امہات المؤمنین بھی کہا جاتا ہے یعنی مؤمنین کی مائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ازواج میں حضرت عائشہؓ کے علاوہ تمام ازواج بیوہ یا مطلقہ تھیں، اور عرب میں ایک سے زیادہ شادیوں کا عام رواج تھا۔ مؤرخین کے مطابق یہ شادیاں مختلف قبائل کے بیچ میں اتحاد قائم کرنے کی غرض سے یا خواتین کو عزت دینے کی غرض سے کی جاتی تھیں۔ ان میں سے اکثر خواتین سن رسیدہ تھیں اس لیے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کثرت ازدواج کا الزام لگانے والوں کی دلیلیں بے کار ہو جاتی ہیں۔ ان ازواج میں سے صرف حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت ماریہ قبطیہ سے آپ ﷺ کی اولاد ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کی طرح ازواج مطہرات نے بھی تبلیغ کے میدان میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ ﷺ نے ایک سے زیادہ خواتین سے شادی اس لیے کی، تاکہ شریعت کے ان احکام و مسائل کی تبلیغ ان خواتین کے ذریعے سے ہو جائے، جو خاص عورتوں سے متعلق ہیں، اور ایسے احکام شریعہ کی تبلیغ جو مردوں سے بیان کرنے میں حیا اور حجاب مانع ہوتا ہے، ازواج مطہرات کے ذریعہ سے ہو جائے۔ عورتوں کے متعلق جو شریعت کے احکام ہیں ان کی تبلیغ عورتوں ہی کے ذریعے سے ہو سکتی ہے، اور ازواج مطہرات کے حجرے در حقیقت امت کے امہات اور معلمات کے حجرے تھے۔ حضرت خدیجہؓ کی زندگی میں آپ ﷺ نے کوئی اور نکاح نہیں کیا، خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے عائشہؓ بنت ابی بکرؓ سے نکاح کیا اور بعض راوی کہتے ہیں، کہ خدیجہؓ کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے سودہؓ بنت زمعہ سے نکاح کیا۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا وہ کمسن تھیں مباشرت کے قابل نہ تھیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی نکاح کی رسم حضرت سودہ بنت زمعہ کی شادی سے پہلے تھی مگر حضرت سودہؓ کی رخصتی مکہ مکرمہ میں ہوئی اور حضرت عائشہؓ کی رخصتی ۲ھ میں مدینہ منورہ میں عمل میں آئیں۔[1] بعض روایات کے مطابق سودہ بنت زمعہ سے حضور ﷺ نے خدیجۃ الکبریٰ کی وفات کے بعد نکاح کیا۔ عقیل نے زہری سے نقل کیا ہے، اور یہی قول قتادہ، ابو عبیدہ اور ابن اسحاق کا ہے، کہ حضرت سودہؓ سے حضور اکرم ﷺ کا نکاح حضرت عائشہؓ کے نکاح سے پہلے ہوا، لیکن عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے مطابق یہ نکاح حضرت عائشہؓ کے نکاح کے بعد ہوا، اور یونس نے زہری سے روایت کی کہ حضرت سودہؓ سکران بن عمرو بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں وہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا وہاں عیسائی

ہو گیا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے مکہ کے قیام کے زمانے میں حضرت سودہؓ سے نکاح کیا۔ ام المومنین بھاری بھرکم خاتون تھیں۔ حضور اکرم ﷺ سے نکاح کے بعد ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔[2]

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابو بکرؓ کی صاحب زادی ہیں۔ والدہ ماجدہ کا نام زینب اور ام رومان کنیت تھی۔ حضرت عائشہؓ کوئی اولاد نہیں ہوئی، اپنے بھانجے عبد اللہ بن زبیرؓ کے نام سے ام عبد اللہؓ اپنی کنیت رکھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ سے نکاح کیا۔ حضرت حفصہؓ کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ جب فوت ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے پہلے ابو بکرؓ کو اور پھر عثمانؓ کو ان سے نکاح کی درخواست کی، لیکن وہ دونوں ٹال گئے۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے ان احباب کی بے رخی کا گلہ کیا تو آپ نے فرمایا: "گھبراؤ نہیں عثمانؓ کو حفصہؓ سے بہتر بیوی مل جائے گی، اور حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر خاوند مل جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے حفصہؓ سے نکاح کر لیا، تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا میری طرف سے دل میں کوئی کدورت نہ رکھنا کیوں کہ میں رسول کریم ﷺ کے راز کو افشا نہیں کرنا چاہتا تھا"۔[3] آپ ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کے بعد حضرت زینبؓ بنت خزیمہ بن حارث سے شادی کی، آپؓ کو ام المساکین کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ آپؓ کے پہلے شوہر طفیل بن حارث نے آپؓ کو طلاق دے دی تھی۔ طلاق کے بعد آپؓ سے حضرت عبیدہ بن حارثؓ نے نکاح کر لیا، پھر جنگ بدر میں عبیدہ شہید ہو گئے۔ نبی ﷺ نے اپنے لیے ام المساکین، زینب بنت خزیمہ پر پیام ڈالا، انہوں نے اپنے نکاح کا اختیار آپ کو دے دیا آخر کار ان سے آپ نے ہجرت کے ۳۱ویں ماہ رمضان میں نکاح کر لیا اور گواہ بنائے اور پانچ سو مہر مقرر فرمایا۔ زینب نکاح کے بعد ۸ ماہ زندہ رہیں اور ربیع الثانی کے آخری ایام میں ہجرت سے ۹۲ ویں ماہ فوت ہو گئیں، آپؓ کی نماز جنازہ آپ ﷺ نے پڑھائی اور آپ کو بقیع میں دفن کیا۔[4] آپ ﷺ کی چھٹی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہؓ تھی جن کا اصل نام ہند اور کنیت ام سلمہ تھی۔ آپؓ کا تعلق بنو مخزوم سے تھا۔ حضرت ام سلمہؓ کی پہلی شادی عبد اللہ بن عبد الاسد سے ہوئی تھی، دوسرا نکاح آپ ﷺ سے ہوا۔ حضرت ام سلمہؓ بڑی عالمہ تھیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اور تابعین شامل ہیں۔ احکام الٰہی پر سختی سے پابند تھیں۔ ان کے بعد آپ ﷺ نے زینب بنت جحشؓ سے شادی کی، جو آپ ﷺ کے پھوپھی زاد تھیں۔ ان کا نام زینب اور کنیت ام الحکیم ہے، حضرت زینبؓ اسلام اور ہجرت کے اعتبار سے السابقون الاولون میں شامل ہیں۔ ان کا پہلا نکاح رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ سے ہوا، انہوں نے طلاق دے دی، پھر وحی کے ذریعے سے دوسرا نکاح آپ ﷺ کے ساتھ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے عام المریسیع میں جویریہؓ بنت ابی ضرار خزاعی سے عقد کیا۔ یہ بنو مصطلق کی قیدیوں میں سے تھیں۔ تقسیم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں۔ انہوں نے مکاتبہ ذاتی مال دے کر (آزادی حاصل کرنا) کر لیا تھا۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے، اور ارشاد فرمایا کہ میں تجھ کو اس سے بہتر کوئی بات بتلاؤں۔ جویریہؓ نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری واجب الادا رقم ادا کئے دیتا ہوں۔ تم مجھ سے عقد کر لو، جویریہؓ نے اسے قبول کیا، اور آپ ﷺ نے اسی وقت وہ رقم ادا کر کے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ یہ پہلے سافع بن صفوان مصطلقی کے نکاح میں تھیں۔[5]

ام حبیبہ بنت ابو سفیان کا اصل نام رملہ تھا۔ آپؓ کی بیٹی کا نام حبیبہ تھا، اس کی وجہ سے اُم حبیبہ کی کنیت سے مشہور تھیں۔ قدیم الاسلام میں اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئیں۔ وہاں ان کی بیٹی حبیبہ پیدا ہوئیں

۔ آپؓ کے شوہر نے عیسائیت قبول کر لی، اور وہیں مر گیا۔ آپ ﷺ نے نجاشی کو ام حبیبہؓ سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا۔ نجاشی نے چار سو دینار مقرر کئے، اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور حبشہ میں موجود مسلمانوں کو نکاح میں مدعو کیا۔ حضرت صفیہؓ آپ ﷺ کی دسویں زوجہ مطہرہ ہیں، جو ایک یہودیہ خاتون تھیں۔ آپ سے سلام بن مشکم قرظی نے نکاح کیا پھر انہیں طلاق دے دی، پھر آپ سے کنانہ بن ربیع نے نکاح کر لیا، جو جنگ خیبر میں مارا گیا۔ ابن سعد باخبار محمد بن عمر سے روایت کہ جب آپ ﷺ نے جنگ خیبر لڑی، تو مال غنیمت میں صفیہ اور ان کی چچازاد بہن بھی تھیں۔ آپ ﷺ کو ہر غنیمت میں سے عمدہ مال چن لینے کا حق حاصل تھا، صفیہ خیبر کے مال غنیت میں سے چن لی گئی تھیں۔ نبی ﷺ نے ان کے سامنے یہ بار رکھی کہ اگر تم اسلام قبول کر لو گی، تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا، آپؓ بولیں: میں نے اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کر لیا اور میں نے اسلام کو سینہ سے لگا لیا۔ آپ ﷺ نے حسب وعدہ انہیں آزاد کر دیا اور حضرت صفیہؓ سے نکاح کر لیا اور ان کا مہر ان کی آزادی قرار دیا۔[6] حضرت میمونہؓ حارث بن حزن کی صاحبزادی ہیں، آپ کی والدہ ہند بنت عوف ہیں، آپ سے جاہلیت کے زمانہ میں مسعود بن عمرو نے نکاح کر لیا، جب یہ فوت ہو گئے تو آپ کے ولی حضرت عباس بن عبد المطلب نے رسول اللہ ﷺ سے نکاح کرایا۔ آپ ﷺ نے آپؓ سے نکاح مقام سرف میں عمرۃ القضاء کے موقعہ پر ۷ھ میں کیا تھا، جو مکہ سے دس میل دور ہے، آپ رسول اللہ ﷺ کی سب سے پچھلی بیوی ہیں۔[7]

ازواج مطہرات عورتوں کی جماعت میں افضل ترین جماعت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہے: ﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾۔ **اے نبی کی بیویوں !"تم عام عورتوں میں سے کسی کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو"۔[8] یہ وہ عورتیں ہیں، جن کو اللہ اور اس کے نبی ﷺ نے منتخب کیا، اور انہوں نے اللہ اور اس کے نبی ﷺ کو اختیار کیا۔**

ازواج مطہرات کی تبلیغی مساعی کا جائزہ

اللہ کی طرف دعوت دینا امہات المومنین کا سب سے بلند مقصد تھا، چنانچہ کوئی بھی حدیث ان کو معلوم ہوتی یا نبی کریم ﷺ کو جو بھی کام کرتے ہوئے دیکھتیں، تو جیسے سنا ہے یا آپ ﷺ کا کوئی عمل کرتے دیکھتیں، تو اس کی تبلیغ شروع کرتیں۔ ازواج مطہرات کو وسعت علم اور تفقہ فی الدین میں امتیاز حاصل تھا، چنانچہ فقہاء نے ان سے ایسے کام سیکھے، جو تمام لوگوں کے لیے نافع ہیں۔ سیرت میں ایسی کئی روایات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے، کہ امہات المومنین نے دوسروں کو نصیحت کرنے ، اور شریعت کے احکام کی تبلیغ کی انجام دہی میں اپنا کردار ادا کیا، اگر ہم یہ کہیں تو مبالغہ نہیں ہو گا کہ ابتدائے وحی کے وقت اللہ کی طرف دعوت کی کامیابی کی ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو دلاسہ دیا، اور آپ پر سب سے پہلے ایمان لے آئیں، اور قدم قدم پر آپ ﷺ کی مدد کی، وہ بہترین بیوی تھیں، جس نے ابتدائے وحی میں آپ ﷺ کے دل کو مضبوط کیا ، آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کے اس احسان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے میری تکفیر کی اور انہوں نے میری تصدیق کی، اس وقت جب دوسرے لوگوں نے میری تکذیب کی، اور اپنے مال سے میرے ساتھ مؤاسات اور غمخواری کا برتاؤ کیا اس وقت جب سب نے مجھے محروم کر دیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی اولاد سے نوازا جب کہ دوسری عورتوں کی اولاد سے محروم رکھا۔"[9] اللہ کا دین پھیلانے میں آپؓ کا بہت بڑا حصہ ہے جس کی وجہ سے اللہ ان سے راضی ہو گیا۔ حضرت خدیجہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے کردار کی وجہ سے باقی عورتوں پر فضیلت دی۔ حضرت علیؓ سے

روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:﴿خَیْرُنِسَائِهاَ مَرْیَمُ،وَخَیْرُ نِسَائِهاَ خَدِیْجَةُ﴾۔[10] "(اپنے زمانے میں) حضرت مریم علیہا السلام سب سے افضل عورت تھیں اور (اس امت میں) حضرت خدیجہؓ سب سے افضل ہیں"۔

یہ عائشہ بنت ابو بکرؓ ہیں، جنھوں نے آپ ﷺ سے بڑی تعداد میں حدیثوں کو یاد کیا، تاکہ ان کو لوگوں میں عام کریں، چنانچہ فقہاء، علماء اور اکثر لوگوں نے ان سے فیض حاصل کیا اور ان سے بہت سے احکام و آداب کو نقل کیا، یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ان سے ایک چوتھائی احکام شرعیہ منقول ہیں۔ مسروق نے کہا: "رائت مشیخۃ اصحاب محمد الاکابر یسألونھا عن الفرائض"۔[11] میں نے اکابر صحابہ میں سے کئی شیوخ کو حضرت عائشہؓ سے فرائض کے بارے میں سوال کرتے ہوئے دیکھا۔ عروہ بن زبیر نے کہا: "مارایت اعلم بفقه ولا طب ولا شعر من عائشة"۔[12] میں نے فقہ، طب اور شعر کے بارے میں حضرت عائشہؓ سے زیادہ علم والا کسی کو نہیں دیکھا۔ عطا بن ابی رباح نے کہا: "کانت عائشه افقه الناس و اعلم الناس، و احسن الناس رایا فی العامة"۔[13] عائشہؓ تمام لوگوں میں سب سے بڑی فقیہہ، عالمہ اور سب سے بہترین صاحب الرائے تھیں۔ حضرت عائشہؓ کے پاس عورتیں آتی تھیں، اور ان سے دینی مسائل پوچھتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ ان کے مسائل کا حل بھی بتا دیتی تھیں اور ان کو دعوت و نصیحت بھی کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

> "ایک مرتبہ آپ ﷺ مہاجرین و انصار کے کچھ لوگوں کے ساتھ تھے کہ ایک اونٹ آیا، اور نبی ﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا، یہ دیکھ کر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جانور اور درخت آپ کو سجدہ کر سکتے ہیں، تو ہمیں اس کا زیادہ حق پہنچتا ہے کہ آپ کو سجدہ کریں، نبی ﷺ نے فرمایا: عبادت صرف اپنے رب کی کرو اور اپنے بھائی کی عزت کرو، اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، اگر کوئی شخص اپنے بیوی کو حکم دے کہ اس زرد پہاڑ سے اس سیاہ پہاڑ پر یا اس سیاہ پہاڑ سے یا اس سفید پہاڑ پر منتقل ہو جائے تو اس کے لئے یونہی کرنا اس کے حق میں بہتر ہو گا۔"[14]

﴿عن عائشةؓ انَّ اِمْر أ ةً اَ تَتْها فَقَالَتْ اِنَّ ابْنَتِی عَروسٌ مَرِضَتْ فَتَمَرَّ ق شَعَرُهاَ افاَصِلُ فِيه فَقالَتْ لَعَنَ رَسُول الله صلى الله عَلَيه وَسَلَّمَ الْوَاصلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ اوْ قَالَت الْواصِلَةَ﴾[15] "حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون آپؓ کے پاس آئی اور کہا کہ میری بیٹی کی نئی نئی شادی ہوئی ہے، یہ بیمار ہو گئی ہے اور اس کے سر کے بال جھڑ رہے ہیں، کیا میں اس کے سر پر بال لگوا سکتی ہوں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کہ آپ ﷺ نے بال لگانے والی اور لگوانے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ﴿مُرْنَ اَزْوَاجَکُنَّ اَنْ يَّغْسِلُو ا عَنْهُمْ اَثَرَ الْغَائطِ وَالْبَوْلِ فَاِنَّا نَسْتَحْيِ مِنْهُمْ فَا نَّ رَسُو لَ اللهِ صَلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَانَ يَفْعَلُ ذَالِکَ﴾[16] "بصرہ کی کچھ خواتین ان کے پاس حاضر ہوئیں، تو انہوں نے انہیں پانی سے استنجاء کرنے کا حکم دیا، اور فرمایا اپنے شوہر کو بھی اس کا حکم دو، ہمیں خود یہ بات کہتے ہوئے شرم آتی ہے، کیوں کہ نبی ﷺ پانی سے استنجاء کرتے تھے۔

زینب بنت جحشؓ کو رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارک میں اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے میں ہر مومن مرد اور عورت کے لیے عالمہ، عاملہ، واعظہ اور خیر خواہی کرنے والی کا مقام حاصل ہے، انہوں نے اللہ کو ناراض

کرنے والی ہر چیز سے اپنے کان اور آنکھوں کی حفاظت کی۔ حضور ﷺ عورتوں کے مسائل کے متعلق جو تعلیمات لے کر مبعوث ہوئے تھے، ان تعلیمات کو خواتین تک پہنچانے، خواتین کو وہ مسائل سمجھانے اور ان پر عمل کر کے دکھانے کے لیے ازواج مطہرات نے اہم کردار ادا کیا۔ ازواج مطہرات انتہائی پاک دامن، ذہین، فطین، دیانت دار اور پرہیز گار تھیں اور اسلام تبلیغ کے لیے مخلص کارکنوں کی حیثیت سے کام کرتی تھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی گھریلو زندگی کی تفصیلات کو محفوظ کر کے امانت اور دیانت کے ساتھ امت کی خواتین تک پہنچائیں۔ ملت کی عورتیں اپنے وہ مسائل جن کو حضور ﷺ کی خدمت میں بیان کرنے سے شرماتی تھیں، ان عورتوں سے وہ مسائل سنتیں، ان مسائل کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتیں، مسلمان عورتوں کا یہ معمول تھا کہ جب ان کو کسی قسم کا کوئی مسئلہ پیش آتا، تو وہ امہات المومنین میں سے کسی کی خدمت میں حاضر ہوتیں، اور اپنا مسئلہ عرض کرتیں۔ ان کو اگر اس مسئلے کا حل پہلے سے معلوم ہوتا، تو وہ ان عورتوں کو بتادیتیں وگرنہ آپ ﷺ سے پوچھ کر سائلہ کو اس مسئلے کا حل سمجھا دیتی تھیں۔ آپ ﷺ اس مسئلے کا جو حل بتاتے اسے عورتوں تک پہنچاتیں، اور ان خواتین کو ان پر عمل کرنے کا طریقہ بھی سمجھاتیں۔ عورتوں کے مسائل، مثلاً حیض، نفاس، جنابت اور امور زوجیت کے مسائل ایسے تھے، جو نہ تو عورتیں کھل کر آپ ﷺ کے سامنے پیش کر سکتی تھیں، اور نہ ہی آپ ﷺ کھل کر ان کا جواب دے سکتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شرم و حیا آپ ﷺ کی صفات میں سے ایک اہم ترین صفت ہے۔ اور حضرت ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ:﴿كَانَ النبى ﷺ اَشَدَّ حَيَاءَ مِنَ الْعَذْرَاءِ فِى خِدْرِهاَ،فَاذَا رَأ ى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَا هُ فِى وَجْهِهِ﴾[17] "نبی کریم ﷺ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے، جب آپ کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناگوار ہوتی تو ہم آپ کے چہرے مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔" اس وجہ سے عورتوں کی تعلیم و تربیت کا اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا تھا کہ آپ مختلف خواتین سے نکاح کر کے ان کی براہ راست تعلیم و تربیت کریں، اور انہیں دوسری خواتین کو دین سکھانے کے لیے تیار کریں۔ اس سلسلے میں امہات المومنین کا کردار غیر معمولی تھا۔ انھوں نے وہ مسائل خود آنحضرت ؐ سے دریافت کر کے دوسری صحابیات کو بتائے، یا صحابیات ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کرتی تھیں تو وہ حضورؐ سے رجوع کر کے انھیں جواب دے کر مطمئین کر دیتی تھیں۔

ازواج مطہرات کی تبلیغی خدمات صرف خواتین کے مسائل کے ساتھ ہی مخصوص نہیں تھیں، بلکہ آپ ﷺ کی بے شمار قولی اور فعلی سنتیں، جن کا تعلق خانگی اور گھریلو زندگی سے تھا، ان سنتوں کو محفوظ کرنے اور امانت داری کے ساتھ ان کو امت تک منتقل کرنے کا فرض بھی ان خوش قسمت خواتین نے ہی ادا کیا ہے۔ اس لیے امہات المومنین عورتوں کے جملہ مسائل کی بھی معلمات تھیں، اور مردوں کے خانگی مسائل، خصوصاً جن کا تعلق آپ ﷺ کی سنت فعلی کے ساتھ تھا، وہ بھی امت تک حضور ﷺ کی ازواج مطہرات ہی کے ذریعے پہنچے ہیں۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات صرف امہات المومنین ہی نہیں، بلکہ وہ ملت کی معلمات بھی ہیں، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ امت محمدیہ ﷺ کو آدھا دین ازواج مطہرات کی وساطت سے ہی ملا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت پر ان کے احسانات کی وجہ سے انہیں ساری امت کی مائیں کہا جاتا ہے اور حضور ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ان کے ساتھ کسی دوسرے کے نکاح کو حرام قرار دے دیا گیا۔[18]

تبلیغی جماعت کی مستورات کی تبلیغی مساعی

مردوں کی طرح خواتین پر بھی یہ فرائض عائد ہوتے ہیں کہ وہ خود بھی علم سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔ آپ ﷺ نے تبلیغ کی ذمہ داری اپنی امت پر ڈالی جس میں عورت بھی شامل ہے۔ مگر عورت پردہ اور دیگر شرائط کے ساتھ یہ کام کرے۔ عورت محرم کے بغیر نہیں جاسکتی ہے۔ عورتوں کی تعلیم کا یہ مقصد ہے کہ گھر کا ماحول اسلامی اصولوں کے مطابق بن جائے، اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں، سب کے حقوق کو پہچانیں وغیرہ۔ مستورات کی جماعت کے متعلق مولانا مفتی محمد صابر کہتے ہیں:

"جس طرح مرد اپنے دین کو سمجھنے اور پختہ کرنے کے محتاج ہیں، عورتیں بھی محتاج ہیں اور گھروں میں عموماً اس کا انتظام نہیں ہے، اس لئے کسی بھی دور دراز مقام پر محرم کے ساتھ شرعی حدود کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے جائیں، اور کسی کے حقوق تلف نہ ہوں۔"[19]

مستورات کی سب سے پہلی جماعت ۱۹۴۲ء میں گئی، اس جماعت کو لے جانے والے مولانا داؤد تاؤڑی تھے، اس کا طریقہ کار بھی مفتی کفایت اللہ صاحب کے سامنے عملاً پیش کیا گیا تھا، حضرت مفتی صاحب نے شرائط اور محفوظ طریقہ کار دیکھ کر مکمل اطمینان ہو گیا تھا۔ یہ جماعت گھاسیڑا اور نوح کے قریب آٹھ یوم لگا کر آئی تھی"۔[20]

تبلیغی چھ نمبر

تبلیغی جماعت کی دعوت اور اس کے سرگرمیوں کے خلاصے کو "چھ نمبر" کہا جاتا ہے۔ یعنی کلمہ طیبہ، نماز، علم و ذکر، اکرام مسلم، خلوص نیت اور دعوت و تبلیغ۔ تبلیغی جماعت والے جہاں بھی جاتے ہیں وہاں چھ نمبر ضرور بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کی مستورات بھی تبلیغ کرتے وقت ان چھ نمبر کا خاص خیال رکھتی ہیں۔ مولانا حافظ محمد اسلم زاھد چھ نمبر کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اصل تو یہ چھ نمبر اپنی زندگی میں اتارنے کے لئے ہیں، بیان سیکھنے کے لئے نہیں ہیں، کلمہ کی اتنی دعوت دیں کہ ساری چیزوں کا یقین نکل کر اللہ کی ذات کا یقین دل میں اتر جائے، اور سارے طریقوں سے کامیابی کا یقین نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں میں کامیابی کا یقین آجائے، نماز کو سنوار کر ایسا پڑھیں کہ چوبیس گھنٹہ کی زندگی حقیقت صلوٰۃ پر آجائے اور اعضاء و جوارح امر الٰہی کے پابند بن جائیں تعلیم کے حلقوں میں بیٹھ کر اتنا شوق پیدا ہو کہ ہر کام کرنے سے پہلے یہ تحقیق کرلے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کیا ہے، اللہ کا ذکر اتنا کریں کہ اللہ کا دھیان دل میں جم جائے، جو گناہوں سے روکے ان ساری صفات کے پیدا ہونے کے باوجود دوسرے مسلمانوں کو اپنے سے اچھا سمجھنے کی مشق کرے، جس سے تواضع پیدا ہو گی، اگر ان اعمال کو کرکے عجب ہوا اپنے کو بڑا سمجھنے کا مرض پیدا ہوا تو کئے کرائے پر پانی پھر جانے خطرہ ہے، اس میں کم سے کم درجہ حقوق العباد کی ادائیگی ہے اگر یہ نہ ہو تو نیکیاں ان کے حصے میں چلی جائیں گی، جن کی حق تلفی ہوئی ہے۔ اکرام تو اس سے بھی آگے کا درجہ ہے ان سارے اعمال کو دنیا کی کسی غرض کے تحت نہ کریں بلکہ رضائے الٰہی کا جذبہ ہو"۔[21]

توقیتی نصاب:

سہ روزہ جماعتیں

سہ زورہ تین دن جماعت کو کہتے ہے۔ عورتوں کی جماعت چاہے جتنے دن کی بھی ہو محرم مرد ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ عورتیں بڑی عمر کی اور شادی شدہ ہوں تو بہتر ہے۔ محرم کچھ وقت لگائے ہوئے ہوں اور انہیں کام کا تجربہ بھی ہونا چاہیے۔ عورتوں کو پیغام بھی باری باری مختلف محرموں کے ذریعے سے دیا جاتا ہے۔ تعلیم میں اگر مقامی عورتیں نہ ہوں تو بیان کی ضرورت نہیں

۔مقامی عورتیں زیادہ ہوں تو صبح وشام دو بیان بھی ہو سکتے ہیں۔ مستورات کی تین دن کی جماعتیں بھی قریب کے علاقوں میں جاتی ہیں، البتہ یہ مسجد میں نہیں ٹھہرتیں، بلکہ کسی ساتھی کے گھر میں ٹھہرتی ہیں۔ان مستورات کی جماعت کو جس جگہ پر جانا ہے وہاں کے لوگوں سے رابطہ کر کے کہتے ہیں کہ فلاں دن مستورات کی جماعت آئے گی کوئی باپردہ مکان خالی کر دیں۔وہاں پہنچ کر مستورات اس گھر میں اور مرد قریبی مسجد میں ٹھہریں گے اور گشت کر کے وہاں کے مردوں سے کہیں گے کہ اپنی خواتین کو اس مقام پر بھیجیں۔پھر جماعت میں اگر کوئی تعلیم والی عورت ہو تو وہ بیان کرے گی، اگر کوئی نہ ہو تو مرد پردے میں عورتوں کو بیان کر سکتا ہے۔

پندرہ یوم اور چلے کے لئے رائے ونڈ کی جماعتیں

مستورات کی جماعتیں دین سیکھنے کی غرض سے پندرہ دنوں کے لئے رائے ونڈ بھی جاتی ہیں۔ان جماعتوں میں جانے والی خواتین کے لئے ضروری ہے کہ:

i۔ان کی جماعت کم از کم پانچ مرد اور پانچ مستورات اور زیادہ سے زیادہ آٹھ مرد اور آٹھ مستورات پر مشتمل ہو۔ہر عورت اپنے کسی نہ کسی محرم کے ساتھ ہو گی۔

ii۔محرم شادی شدہ ہونا چاہیے۔غیر شادی شدہ مرد مجبوری کی حالت میں قبل از وقت رائے ونڈ مرکز سے مشورہ کر لے۔

iii۔مستورات کم از کم تین سہ روزے لگا چکی ہوں۔بالکل نئی عورتیں نہ لائی جائیں۔

iv۔غیر شادی شدہ اور دودھ دینے پلانے والی عورتیں ساتھ نہ لائی جائیں۔بچے ہر گز ساتھ نہ لائے جائیں۔

v۔رائے ونڈ آتے ہوئے جماعتیں مقامی ذمہ داروں کا دستخط شدہ پرچہ مع کوائف ضرور ساتھ لائیں۔[22] مستورات کی وہ جماعتیں جو رائے ونڈ میں چلہ لگانے آتی ہیں، ان کے لئے بھی کچھ شرائط ہیں یعنی ان کے ساتھ محرم مرد ہمراہ ہو، خواتین کم از کم ایک دفعہ پندرہ دن لگا چکی ہوں۔ان کی پہلی تشکیل دس یوم اور دوسری تشکیل بیس یوم کی ہوتی ہے، جس میں یہ دور دراز کی مقامات پر جاتی ہیں۔

مستورات کی بیرون ملک جانے والی جماعتیں

مستورات کی جماعتیں ملک سے باہر بھی جاتی ہیں۔فی الحال پاکستان سے عورتوں کی جماعتیں بیس پچیس ملکوں میں جاتی ہیں۔ان جماعتوں میں جانے والی خواتین ایسی ہونی چاہئیں جو گھر کی تعلیم کرتی ہوں، سہ روزہ کے لئے نکلتی ہوں، ایک سال کے وقفہ سے کم از کم دو دفعہ پندرہ دن لگا چکی ہوں، پندرہ دن لگانے کے بعد ہر سال تین چار سہ روزہ لگاتی ہوں، دوسری مرتبہ پندرہ دن لگانے کے بعد تین چار سہ روزے لگا چکی ہوں، شادی کا ایک سال گزر چکا ہو، حاملہ، دائم المریض اور زیادہ معمر نہ ہوں، ساتھ جانے والے محرم وہ شرائط پوری کرتے ہوں، جو بیرون ملک جانے والی جماعتوں میں شرکت کے لئے ہیں۔مزید یہ کہ محرم کم از کم دو دفعہ مستورات کی جماعت کے ساتھ پندرہ یوم اور ایک دفعہ مستورات کی چلہ کی جماعت میں اوقات لگا چکے ہوں۔

ازواج مطہرات اور تبلیغی جماعت کی مستورات کی تبلیغی مساعی کا تقابلی جائزہ

دین سیکھنا مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے۔عہد رسالت میں بھی عورت نے دعوت و تبلیغ کی اور آج بھی عورت دعوت و تبلیغ کر رہی ہے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دین

سیکھنے کے لئے آتی تھیں۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مستورات کی درخواست پر ان کے لئے اجتماع کا دن اور جگہ مقرر فرمائی۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہیں:

﴿قالت النساءُ للنبی ﷺ غلبناَ علَيْکَ الَّرجالُ،فاجعلْ لنا يوماً منْ نفسکَ۔ فوعدهنَّ يوماً لقِيهنَّ فيه فوعظهنَّ يوماً لَقيهنَّ فيه فوعظهنَّ و امرهنَّ،فکان فيما قال لهنَّ:(ما منکُن امرَاَةً تُقَدَّمُ ثلاثةً من ولَدِهاالا کان لها حجاباً من النار) فقالتِ امْرَاَة:واثْنَيْنِ ؟فقالَ (واثْنَيْنِ)﴾۔[23] ”کہ عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ (آپؐ سے فائدہ اٹھانے میں) مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، اس لیے آپ اپنی طرف سے ہمارے (وعظ کے) لیے (بھی) کوئی دن مقرر فرما دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرما لیا۔ اس دن عورتوں سے آپ ﷺ نے ملاقات کی، اور انہیں وعظ فرمایا: اور مناسب احکام سنائے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا اس میں یہ بات بھی تھی کہ جو کوئی عورت تم میں سے (اپنے) تین (لڑکے) آگے بھیج دے گی، تو وہ اس کے لیے دوزخ سے پناہ بن جائیں گے۔ اس پر ایک عورت نے کہا، اگر دو (بچے بھیج دے) آپ نے فرمایا ہاں! اور دو (کا بھی یہ حکم ہے)۔“

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس کثرت سے مستورات دین سیکھنے، اور مسائل معلوم کرنے کے لئے آیا کرتی تھیں۔ لیکن تبلیغی جماعت والے مستورات کی بھی جماعتیں نکالتے ہیں۔ تاکہ مستورات کے لئے دین سکھلانے کا انتظام کیا جائے، مگر اس میں بھی حدود شرعیہ کی پابندی کا اہتمام کیا جاتا ہے، مثلاً یہ کہ اپنے محلہ یا بستی میں پردہ کے ساتھ جائیں نامحرم کے ساتھ نہ جائیں، اگر کوئی عورت کتاب سنائے یا تقریر کرے تو اس کی آواز نامحرم تک نہ پہنچے، لاؤڈ اسپیکر نہ ہو اور بے ضرورت جمع نہ ہوں اور اگر دوسری بستی میں جانا ہو تو شوہر یا کسی محرم کے ساتھ جائیں، اگر حدود شرعیہ کی رعایت نہ کی گئی تو فتنے پیدا ہوں گے۔ آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ادوار میں مستورات کی جماعتیں تبلیغ دین کے لئے نہیں نکلا کرتی تھیں۔ جیسے آج کل مستورات کی جماعتیں تشکیل پاتی ہیں۔ اس کو بھی ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے مطابق خیال نہیں کر سکتے۔ ازواج مطہرات نے چونکہ آپ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت میں زندگی گزاری ہے، اس لیے انہیں دین و دنیا کے متعلق ہر قسم کے مسائل و معاملات کا پتہ تھا۔ انہیں بہت سی احادیث اور فقہی مسائل یاد تھیں جو امت تک منتقل کیے۔ اس سلسلے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اہم کردار ادا کیا۔ جبکہ تبلیغی جماعت کی مستورات اس چیز سے محروم ہے۔

مسلموں اور غیر مسلموں کو دعوت و تبلیغ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو اس سے پہلے والے تمام ادیان منسوخ ہوگئے۔ اب ہر فرد نے صرف دین اسلام قبول کرنا تھا۔ بعثت نبوی سے پہلے اکثر لوگ مشرک تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول شروع ہوا تو اس وقت ایک مسلمان بھی نہیں تھا۔ اس لئے عموماً آپ ﷺ غیر مسلموں کو تبلیغ کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام باہر کرتے تھے، لیکن حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ یہ فرائض گھر میں سرانجام دیتی تھیں، اور مستورات میں تبلیغ فرماتی تھیں۔ اللہ کریم کی طرف سے جس قدر قرآن نازل ہوتا تھا، آپؓ عورتوں کو اس کو تعلیم دیتی تھیں۔ ان کو نماز، روزہ وغیرہ احکام کے طریق سکھاتی تھیں، اور اسلامی مسائل سے ان کو آگاہ کرتی تھیں۔ اس کے برعکس تبلیغی جماعت کی مستوارت عموماً مسلمانوں کے پاس دعوت و تبلیغ کے لئے جاتی ہیں۔ انہیں، کلمہ، نماز اور دوسرے احکام سے آگاہ کرتی ہیں۔ دین اسلام پر عمل کرنے کی

وعظ و نصیحت کرتی ہیں۔ آج کل مسلمان کلمہ گو تو ہیں، مگر کلمہ پر عمل کرنا نہیں آتا ہے۔ تبلیغی جماعت کی مستورات کلمہ گو مسلمانوں کے پاس تبلیغ کے لیے جاتی ہیں، انہیں اچھے اعمال پر عمل آمادہ کرنے کے لیے اعمال کی جزا سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات سناتی ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کی نمازیں ٹھیک ہو جائیں، اور انہیں زندگی کے مقصد کا پتہ چلے۔ تبلیغی جماعت کی مستورات جماعت کے شرائط کے مطابق کبھی کبھار بیرون ملک بھی جاتی ہیں وہاں غیر مسلم خواتین کو دین سے آگاہ کرتی ہیں۔

عمل کے ذریعے تبلیغ

ازواج مطہرات اور تبلیغی جماعت کی مستوارت کی تبلیغ میں ایک فرق عملی تبلیغ ہے۔ جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے لئے عملی نمونہ ہیں، اسی طرح ازواج مطہرات بھی عورتوں کے لیے عملی نمونہ ہیں۔ ان کے فعل اور قول میں پوری مطابقت اور ہم آہنگی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو، سماجی، قومی، ملکی اور سیاسی زندگی اس پر گواہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی تعلیم کے خلاف عمل نہیں کیا۔ جبکہ تبلیغی جماعت کی مستوارت کے گفتار اور عمل میں مطابقت کا فقدان ہے۔ ان میں بعض مستورات ایسی بھی ہیں کہ تبلیغ میں وقت تو لگاتی ہیں یا گھر پہ تبلیغ تو کرتی ہیں، مگر ازواج مطہرات کی طرح عملی نمونہ نہیں بن سکتی ہیں۔ ایسے مبلغین لوگوں کو نصیحت تو کرتے ہیں مگر خود عمل سے قاصر ہیں۔ اس قسم کے مبلغین کا وعظ و نصیحت تاثیر نہیں رکھتا۔ بلکہ الٹا بدنامی کا باعث ہوتے ہیں۔ مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنی اصلاح کرے۔ مولانا محمد زکریا اس حوالے سے رقم طراز ہے:

> "جس طرح اس زمانہ میں نفس تبلیغ میں کوتاہی ہو رہی ہے اور عام طور پر لوگ اس سے بہت زیادہ غافل ہو رہے ہیں، اسی طرح بعض لوگوں میں ایک خاص مرض یہ ہے کہ جب وہ کسی دینی منصب، تقریر، تحریر، تعلیم تبلیغ وعظ وغیرہ پر مامور ہو جاتے ہیں تو دوسروں کی فکر میں ایسے مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اپنے سے غفلت ہو جاتی ہے، حالانکہ جس قدر دوسروں کی اصلاح کی ضرورت ہے اس سے بہت زیادہ اپنے نفس کی اصلاح کی ضرورت ہے"۔[24]

توقیت کا فرق

ازواج مطہرات کی تبلیغ اور تبلیغی جماعت کی مستورات کے طریقہ تبلیغ میں ایک فرق توقیت کا بھی ہے۔ ازواج مطہرات کے زمانے میں سہ روزہ، چلہ، چار ماہ اور سال لگانے کا رواج نہیں تھا۔ بلکہ آج کل تبلیغی جماعت کے نصاب میں سہ روزہ، چلہ اور سال ہے۔ اگرچہ یہ طریقہ عہد رسالت میں نہیں تھا بلکہ فائدے سے بھی خالی نہیں ہے۔ اس حوالے سے مفتی صابر محمود صاحب رقم طراز ہے:

> "سہ روزہ، چلہ اور سال لگانے کا یہ فائدہ ہے کہ اس سے عقائد درست ہوتے ہیں، اخلاق و اعمال کی بھی اصلاح ہوتی ہے جس سے دین پختہ ہوتا ہے، غلط چیزیں چھٹتی ہیں، مثلاً جو شخص ایک چلہ کے لئے نکلا وہ اس مدت میں نماز باجماعت کا پابند ہو جائے گا، قرآن کریم کو بھی حسب حیثیت کچھ نہ کچھ حاصل کر لے گا، گالی گلوچ، لڑائی جھگڑا، شراب نوشی، جھوٹ، غیبت بہتان، بدخواہی اور حسد وغیرہ برائیوں سے

محفوظ رہے گا، چلہ وغیرہ سے واپسی پر امید ہے کہ دیر تک اثرات باقی رہیں گے، پھر کچھ مدت بعد دوبارہ چلہ کے لئے نکلا تو پہلے چلہ کی باتوں میں پختگی آئے گی، تبلیغی نصاب سن کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق درست کرنے کا اچھا خاصا جذبہ پیدا ہوگا، غرض اس طرح جتنا زیادہ سے زیادہ وقت دے گا، اسی قدر زیادہ اصلاح ہوگی"۔[25]

چھ نمبر کا فرق

ازواج مطہرات اور تبلیغی جماعت کی مستورات کے تبلیغ میں ایک فرق تبلیغی چھ نمبر بھی ہیں، جو آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نہیں ہوا کرتے تھے۔ چھ نمبر کلمہ طیبہ، نماز، علم و ذکر، اکرام مسلم، اخلاص نیت اور دعوت و تبلیغ۔ تبلیغ تو نبی اکرم ﷺ بھی کیا کرتے تھے، مگر تبلیغی جماعت والوں کی طرح الگ نمبر نہیں تھے۔ لیکن تبلیغی جماعت والے اپنا ہر بیان چھ نمبر کے اندر دیتا ہے۔ چھ نمبر کی تعلیم اگرچہ فی نفسہ بہت اچھی تعلیم ہے مگر ان کو دستور العمل بنانا کہیں بھی ثابت نہیں ہے۔

خلاصۂ بحث

اس تحقیق سے یہ حاصل ہوا کہ جس طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے قیامت تک بہترین نمونہ ہیں، ازواج مطہرات کی زندگیاں بھی ہمارے خواتین کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ انہوں نے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت اور سائے میں زندگی گزاری ہیں۔ اس لیے تبلیغی جماعت کی مستورات کو چاہیے کہ وہ تبلیغ کرنے کے ساتھ ساتھ ازواج مطہرات کی زندگیاں اپنائے۔ ان کے نقش قدم پر چلے یعنی وہ جس طریقے سے تبلیغ کرتی تھیں تو مستورات کو بھی انہی طریقے سے تبلیغ کرنی چاہیے۔ اپنا فعل اور عمل کو ایک جیسا بنانے کی کوشش کریں۔ چھ نمبر کے علاوہ عورتوں کی خانگی زندگی کے مسائل کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ انہیں بندوں کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کریں۔

حوالہ جات

[1] توبہ، آیت 71

[1] ابن کثیر، اسماعیل، ابو الفداء، تاریخ ابن کثیر، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۸ء، ج ۲، ص ۱۷۰

[2] ابن الاثیر، علی بن محمد، ابی الحسن، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، المیزان، لاہور، ۲۰۰۶ء، ج ۱۱، ص ۸۶۰

[3] ایضاً، ج ۱۱، ص ۷۹۵

[4] محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس اکیڈمی، کراچی، سن ندارد، ج ۸، ص ۹۳

[5] ابن خلدون، عبد الرحمن، تاریخ ابن خلدون، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۳ء، ج ۱، ص ۱۷۵

[6] محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس اکیڈمی، کراچی، سن ندارد، ج ۸، ص ۹۶

[7] ایضاً ج ۸، ص ۱۰۴

[8] احزاب، ۳۳:۳۲

[9] محمد زکریا اقبال، مولانا، تفہیم المسلم مترجم مع شرح صحیح مسلم شریف، دارالاشاعت، کراچی، سن ندارد، کتاب الفضائل ج ۳، ص ۶۹۴

[10] بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح بخاری، کتاب المناقب، ج ۵، ح ۳۸۱۵

[11] محمد ابراہیم سلیم، نسائ حول الرسول، ص ۱۸۴

[12] ایضاً

[13] ایضاً، ص ۱۸۵

[14] احمد بن حنبل، امام، مسند امام احمد بن حنبل، ج ۱۱، ح ۲۴۹۷۵، مسند عائشہؓ

[15] ایضاً ، ح ۲۵۳۱۴

[16] ایضاً ، ح ۲۵۳۳۷

[17] بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح بخاری، **کتاب الادب، ح ۶۱۰۲**

[18] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء النبی ﷺ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۴۲۰ھ، ج ۷، ص ۴۸۲

[19] محمد صابر، مولانا، تبلیغی جماعت، ادارۃ الرشید، کراچی، سن ندارد، ص ۲۱۴

[20] محمد ابو بکر جابر قاسمی، مفتی اور رفیع الدین حنیف، مفتی، قاسمی (مؤلفین)، مستورات کی جماعتیں، فقہ و فتاویٰ کی روشنی میں، مدرسہ خیر المدارس ٹرسٹ، حیدر آباد، ۲۰۱۴ء، ص ۳۸

[21] محمد اسلم زاھد، حافظ، تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات، الھادی للنشر والتوزیع، ۲۰۰۹ء، ص ۱۴۲

[22] محمد شاہد رفیع، ڈاکٹر، دور حاضر میں دعوت دین، دعوۃ اکیڈمی، اسلام آباد، ۲۰۱۲ء، ص ۳۳۵۔۳۳۶

[23] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح بخاری، کتاب العلم، باب ھل یجعل للنساء یوم علیحدہ فی العلم ؟، ج ۱، ح ۱۰۱

[24] محمد زکریا، مولانا، فضائل اعمال، مکتبہ بشریٰ، کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۱۰۷

[25] محمد صابر، مولانا، تبلیغی جماعت، ادارۃ الرشید، کراچی، سن ندارد، ص ۲۴۲۔۲۴۷